REGD. No-L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۰م

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ یکشنبہ

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ایک آنہ سات پائی (سابقہ)
۱۰ نئے پیسے

جلد ۵۰/۱۵ | ۲۸ ہجرت ۱۳۴۰ھش | ۲۸ مئی ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۲۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ ۲۷ مئی بوقت ۸½ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین

ربوہ میں عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب

نماز عید مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی

ربوہ ۲۷ مئی۔ کل یہاں ربوہ میں عید الاضحیٰ کی تقریب اسلامی شعار کے مطابق اہتمام سے منائی گئی۔ حسب پروگرام ساڑھے سات بجے صبح اہل ربوہ نے مسجد مبارک میں جمع ہو کر عید الاضحیٰ کی نماز مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی اقتداء میں ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آپ نے خطبہ دیتے ہوئے عید الاضحیٰ کی غرض و غایت نیز قربانی کی اہمیت اور اس کے فلسفہ پر عمدہ پیرائے میں روشنی ڈالی آپ نے واضح کیا کہ قربانی اپنی ذات میں مقصود نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ حصول مقصد کا ایک ذریعہ ہوتی ہے اس کے ثبوت میں آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "خطبہ الہامیہ" کا ایک نہایت ایمان افروز اور روح پرور عربی اقتباس بھی پڑھ کر سنایا اور اس کا ترجمہ کر کے واضح کیا۔ کہ یہ قربانیاں اس لئے ہیں کہ انسان اپنے نفس کو بھی دین کی راہ میں قربان کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرے۔ پس اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کا حصول اصل مقصد ہے۔ اور قربانیاں اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ خطبہ جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ جس عظیم الشان قربانی کی یاد میں یہ عید منائی جاتی ہے وہ قربانی ایسی ہے کہ جس میں بیک وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ علیہما السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تینوں شامل تھے۔ سو گویا وہ قربانی مردوں اور عورتوں۔ بوڑھوں جوانوں اور بچوں کی طرف سے تھی۔ سب اس میں برابر کے شریک تھے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب بھی دین کی سربلندی کے لئے قربانیوں کی ضرورت پیش آئے تو صرف چند افراد کا قربانی کرنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ مرد عورتیں بچے بوڑھے اور جوان سب مقدور بھر قربانیاں پیش کرنے میں مصروف ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ دنیا میں احمدیت اسی غرض کے لئے قائم کی گئی ہے تا دنیا میں اسلام کا احیاء ہو۔ اور حجت اور براہین کی رو سے وہ ساری دنیا پر غالب آئے۔ لہٰذا احیاء اسلام اور غلبۂ اسلام کا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کا ایک ایک فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ بچہ ہو یا بوڑھا، ادھیڑ عمر کا ہو یا جوان اپنے اپنے حصہ کی قربانی پیش کرے اور اس وقت تک پیش کرتا چلا جائے جب تک کہ یہ عظیم الشان مقصد حاصل نہ ہو جائے خطبہ کے دوران آپ نے قرآن مجید کی متعدد آیات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے متعدد حوالے پیش کر کے قربانی کی اہمیت اور اس کے فلسفہ کو نہایت عمدگی اور خوبی سے واضح کیا جو احباب کے لئے بہت ازدیاد علم اور ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔

خطبہ کے بعد آپ نے دنیا میں اسلام کی ترقی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے پرسوز اجتماعی دعا کرائی۔

چونکہ کل جمعہ کا مبارک دن تھا۔ اور اسی دن عید الاضحیٰ بھی تھی۔ اور احادیث سے عید کی نماز کے علاوہ جمعہ کا پڑھا جانا بھی ثابت ہے۔ اور تخفیف اور سہولت کے پیش نظر بعض حالات میں اس کا ترک کرنا بھی ثابت ہے اس لئے نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے یہ معاملہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی گئی تھا جس پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ عید الاضحیٰ کی نماز کے علاوہ جمعہ بھی پڑھا جائے۔ چنانچہ کل یہاں نماز عید کے علاوہ مقررہ وقت پر جمعہ پڑھا گیا۔ نماز جمعہ بھی مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی اور خطبہ دیا۔ اس طرح جمعہ اور عید الاضحیٰ کے ایک ہی دن ہونے کی وجہ سے امسال ربوہ میں عید الاضحیٰ کے روز دو بار اجتماع ہوا ایک صبح ۷½ بجے عید الاضحیٰ کی نماز کے لئے اور پھر سورج ڈھلنے پر ایک بجے دن کے قریب جمعہ کی نماز کے لئے۔ دونوں نمازیں علیحدہ علیحدہ اوقات میں مسجد مبارک میں ادا کی گئیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب علاج کی غرض سے یورپ تشریف لے جا رہے ہیں

احباب جماعت آپ کی کامل و عاجل شفایابی اور کامیاب مراجعت کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر گزشتہ سال سے Prolapsed Disc کی وجہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ اب آپ بغرض علاج سوئٹزرلینڈ تشریف لے جا رہے ہیں۔ جہاں پر آپ اس مرض کے ماہر ڈاکٹر Schnee کے زیر علاج رہیں گے۔ چنانچہ آپ اس غرض کے لئے ۳۱ مئی کو کراچی سے بذریعہ طیارہ انگلستان روانہ ہو رہے ہیں۔ جہاں سے آپ سوئٹزرلینڈ تشریف لے جائیں گے۔

احباب جماعت بزرگان دین اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست ہے کہ وہ مکرم صاحبزادہ صاحب موصوف کے منزل مقصود پر بخیر و عافیت پہنچنے اور کامل شفایابی اور کامیاب مراجعت کے لئے دعا فرمائیں۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۸ رمئی ۶۱ء

عید الاضحیہ ہر سال آتی ہے اور ہر سال مسلمان اس عید کے متعلق غور کرتے ہیں کہ یہ عید کیوں منائی جاتی ہے جب سے اسلام نے عید کو اپنا یوم مسرت مقرر کیا ہے اسی وقت سے ہر اسلامی شہر ہر اسلامی ملک میں عید کے مسایل اور عید الاضحیہ کی وجہ تسمیہ اور قربانی کے ثواب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

یہ درست ہے کہ اقتصادی اغراض کی وجہ سے اکثر اوقات یہ عید دنیوی گرد وغبار کے پردے میں چھپ جاتی رہی ہے اور وہ لوگ جو عید کی نماز پڑھاتے اور عید کا خطبہ دیتے ہیں ان کا خیال زیادہ تر اس طرف رہتا رہا ہے کہ عید ان کے لئے کیا مالی فوائد لاتی ہے وہ رسم ادا کرتے ہیں اور اپنا حق وصول کر کے مصلے بغل میں دبا کر گھر چلے جاتے ہیں۔ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ بھی اپنے اپنے گھر سدھار جاتے ہیں۔ صاحب استطاعت لوگ قربانیاں ذبح کرتے ہیں۔ گوشت آپ کھاتے ہیں۔ ہمسایوں، عزیزوں کو کھلاتے ہیں غرباء کو بھی دیتے ہیں اور بس۔

اس طرح عید الاضحیہ تیرہ چودہ سو سال سے ہر سال ہوتی آئی ہے۔ ہر شہر ہر اسلامی ملک میں ہوتی آئی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا عید الاضحیہ کا صرف یہی فائدہ ہے کہ اس روز نماز پڑھ لی خطبہ سن لیا اور اگر استطاعت ہوئی تو خود قربانی کر لی یا قربانی کا گوشت کھا لیا۔ بچوں نے اچھے اچھے کپڑے پہن لئے۔ گھر میں رونق ہو گئی یہ فائدہ بھی بے شک بڑا فائدہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خوشی کا دن دیا ہے ہمیں جائز خوشی حاصل کرنے کا حق ہے ہمیں اچھے کپڑے پہننے کا بھی حق ہے قربانی دینے اور قربانی کا گوشت کھانے کا بھی حق ہے۔ ہمیں ضرور خوشی ہونی چاہیئے۔ ہمیں اس روز ضرور جشن منانا چاہیئے دوستوں اور عزیزوں سے ضرور گلے ملنا چاہیئے۔ ان سے ضرور تفریح میں شامل ہونا چاہیئے۔ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔

آپ نے عید الاضحیہ کے خطبوں میں یقیناً یہ بھی سنا ہوگا کہ یہ عید کیوں منائی جاتی ہے آپ سنتے آئے ہیں کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اشارہ پا کر اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی دینی چاہی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی قربانی قبول کر کے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ ایک دنبہ قربانی کرنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ اسی دن کی خوشی میں مسلمان عید الاضحیہ کو قربانیاں دیتے ہیں۔ آپ ضرور اس پر بھی غور کرتے ہوں گے۔ واقعی یہ کتنی قربانی تھی کہ اپنے لخت جگر کے حلق پر چھری پھیرنے کے لئے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام خوش خوش تیار ہو گئے۔ قرآن کریم میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

کیا یہ قصہ یہیں ختم ہو جاتا ہے؟ نہیں عید الاضحیہ کو حج کی عید سے بھی پکارا جاتا ہے جب حاجی مکہ میں حج سے فارغ ہو جاتے ہیں تو وہ قربانیاں کرتے ہیں اور عید مناتے ہیں۔ حج اسلام میں ہر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے۔ یہ پنج بنائے اسلام میں سے ہے حج کے کوائف و مسائل بھی قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ باتیں ہر مسلمان کو معلوم ہیں ہم یہاں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو ذبح کرنے کا جو اقدام الٰہی اشارے پر کیا تھا وہ واقعی بڑا کارنامہ ہے تاہم آپکی اس سے بھی بڑی قربانی شاید یہ تھی کہ آپ نے اپنے لخت جگر کو کعبہ شریف کی خدمت کے لئے ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا۔ اور بیٹے نے اس قربانی کو بھی اسی طرح ہنسی خوشی قبول کیا جیسا کہ جان کی قربانی کو کیا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں ذبح کی قربانی عظیم الشان ہے اور اس کو یاد کرنے سے ہمیں انتہائے قربانی کا سبق حاصل ہوتا ہے لیکن یہ دوسری قربانی بھی اپنے نتائج کے لحاظ سے پہلی قربانی سے کسی طرح کم نہیں ہے بلکہ ایک لحاظ سے یہ اس سے بھی بڑی قربانی ہے ذبح ہو جاتا تو چند لمحوں کی تکلیف ہوتی ہے مگر ہمیشہ کے لئے زندگی بھر اپنے جذبات کے سیلاب کو قابو میں رکھنا اور دنیا کے کاموں کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دینا۔ اپنی ہر حرکت اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا۔ کھانا پینا سب اللہ تعالیٰ کے لئے کر دینا جس میں اپنے نفس لذت طلبی کو بالکل نظر انداز کر دینا ایک بہت بڑی قربانی ہے اتنی بڑی قربانی کہ اسکی کوئی نظیر نہیں۔ خیال کیجئے کہ اپنی تمام زندگی کو خدمت دین میں لگا دینا اور خدمت دین کے مقابلہ میں زندگی کے ہر کام کو ہیچ سمجھ لینا اور ساری عمر اسی ایک دھن میں گزار دینا کتنا عظیم کام ہے۔ کتنی عظیم قربانی ہے اور اس کے نتائج کتنے عظیم ہیں۔

کئی ہزار سال ہوئے جب یہ واقعہ ارض مقدس مکہ میں ہوا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کی معیت میں نہایت دلگداز دعاؤں کے ساتھ کعبہ کی بنیاد رکھی تھی۔ چند پتھر لیکر ایک اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کیا تھا۔ اس وقت جو کوئی اس کو دیکھتا ہوگا یہ کبھی اندازہ نہیں کر سکتا ہوگا کہ ایک دن یہی زمین کا ذرا سا ٹکڑا روئے زمین کا ایسا مرکز بن جائے گا۔ کہ جس کے سامنے بڑے بڑے دینی مراکز کم ہو کر رہ جائیں گے۔ ایک غیر ذی زرع وادی ایک بے آب و گیاہ خشک زمین کا قطعہ دنیا میں اتنی اہمیت حاصل کر لے گا کہ وہ اقوام کی زبانوں میں ضرب المثل بن جائے گا۔

دنیا میں دین کے بڑے بڑے مرکز ہیں بڑے بڑے پر فضا علاقہ ہیں۔ پہاڑوں اور چشموں اور جھیلوں اور پھلوں کے لہلہاتے ہوئے درختوں کے درمیان۔ بہت بلند و بالا آرائش و زیبائش کے نمونے۔ بڑے بڑے کلیسا ہیں۔ مندر ہیں۔ رہبان کدے ہیں۔ خانقاہیں ہیں۔ عظیم الشان مساجد ہیں مگر آج جو قدر جو وقعت کعبہ کی بظاہر بے ڈول سی عمارت کو حاصل ہے وہ ان میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ ہر سال لاکھوں نفوس دلوں میں عبادت حق کا ولولہ لئے زمین کے کناروں سے یہاں انبوہ در انبوہ چلے آتے ہیں۔ اور اس گھر کا طواف کرتے ہیں جس کی بنا ان قدیم باپ بیٹے نے قائم کی تھی۔ لوگ مرد عورتیں اور بچے احرام باندھ کر اس کا طواف کرتے ہیں اور اس کے گرد و نواح میں عبادتیں گزارتے ہیں۔ قربانیاں دیتے ہیں اور عید مناتے ہیں۔

کتنا اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کی ایک کٹیا کو عطا کیا ہے۔ یہ اعزاز یونہی عطا نہیں ہو گیا۔ بلکہ اس خلوص دلی اس سپردگی بہ خدا اس ذوق عبادت ان دعاؤں کی وجہ سے ہی یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کیونکہ یہ دعائیں کوئی کھوکھلی دعائیں نہ تھیں بلکہ ان کے ساتھ نفس کی حقیقی قربانی شامل تھی۔ باپ کی انتہا محبت کی قربانی اور بیٹے کی راہ للہ اپنی زندگی کی قربانی۔ ان سب چیزوں نے مل کر یہ اثر دکھایا کہ آج اتنی مقدس زمین کوئی نہیں۔ اذانوں اور مسجدوں سے آباد یہ قطعہ ارض ایمان کی جنت بن گیا ہے۔

یہ ہے وہ عظیم دن جس کو عید الاضحیہ کے نام سے ہم سب مسلمان مناتے ہیں۔ ہم یہ باتیں ہر عید پر سنتے ہیں اور شاید ان پر غور بھی کرتے ہیں۔ مگر پھر سوال ہے کہ کیا اتنا ہی کافی ہے؟ کیا یہی بس ہے کہ ہم خوشیاں منائیں اور ان باتوں پر صرف غور ہی کیا کریں۔ یا اگر روپیہ ہو تو حج کر آئیں۔ اور حاجی کہلانے لگیں۔ اگر قصہ یہیں ختم ہو جاتا ہے تو سچ یہ ہے کہ ہمیں عید الاضحیہ منانے کا کوئی حقیقی فائدہ نہیں ہوا ہم نے خوشیاں قربانیاں اور مالی اور غور و فکر محض ضائع کیا ہے۔ ہم نے اپنی انسانیت اور مسلمانی کا کوئی حق ادا نہیں کیا۔ الغرض کیا اس سے کبھی ہمارے دل میں یہ جوش بھی پیدا ہوا ہے کہ آؤ ہم بھی اس عظیم باپ اور اس عظیم بیٹے کی تقلید کریں؟

ان باتوں کی حقیقت بے شک ایک عرصہ تک ذہنوں سے مخفی رہی ہے۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو پھر ایک دفعہ جامہ عمل پہنا دیا تھا۔ اور ارض مکہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ایسے فرزندان حق پیدا ہوئے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اسی طرح اپنی زندگیاں قربان کر دیں جس طرح خود انہوں نے کی تھیں اور مرور زمانہ سے جو خدا تعالیٰ کا گھر نبیوں کا مسکن بن چکا تھا اس کو کعبۃ اللہ بنا دیا۔ اور اسکے نور کی شعاعوں کے پھیلنے کے لئے تمام دنیا کی فضا صاف کر دی۔ اس طرح دنیا ایک نئے دور میں داخل ہو گئی۔ اور اس نے اپنے خزانے کھول کر صحابہ کرام کے پاؤں میں ڈال دئے جنہوں نے معلومہ دنیا کے چپہ چپہ پر کعبہ کے نمونہ پر عبادت کدے تعمیر کئے۔

آہ۔ مرور زمانہ سے آج کعبۃ اللہ پھر صنم خانوں کے گھیرے میں آ گیا ہے دجال اس کے گرد گھوم رہا ہے۔ اور اصحاب فیل کی طرح چاہتا ہے کہ اس کا نام و نشان مٹا دیا جائے واحد خدا کی پرستش کی (نعوذ باللہ) جڑ دنیا سے اکھاڑ دی جائے اس لئے وہ اپنی پوری مادی طاقتیں لیکر اسکے گرد گھوم رہا ہے اور موقع کی تلاش میں ہے۔ مگر وہ یقیناً اسی طرح ناکام ہوگا جس طرح اصحاب فیل ناکام ہوئے تھے۔

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اپنا مسیح اپنا مہدی اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ وہ دجال کا تعاقب کرے اور اسکو اور اسکے ساتھیوں کو شکست دے الحاد اور کفر کے دو مونہوں والے سانپ کا قلع قمع کرے یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے ایسا ہی ہوگا کعبہ کا خدا ضرور کعبہ کی حفاظت کریگا اور اصحاب فیل کو ضرور فنا کریگا

فجعلھم کعصف مأکول

ضرورتِ خلافت

از مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کراچی

پہلی ضرورت

پہلی ضرورت خلافت کی یہ ہے کہ ہر جماعت ایک نمونہ کی محتاج ہوتی ہے۔ اور خلیفہ جماعت کی اجتماعی حقیقت کا مظہر ہوتا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ مسلم جماعت کا بہترین مظہر کون ہے؟ تو وہ خلیفۃ الرسول ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام متقی انسانوں کی جماعت اس وجود کو سب سے بڑا متقی سمجھ کر چنتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی مومنوں کے انتخاب کی اپنی فعلی شہادتوں سے تائید فرما دیتا ہے۔ جب ہم نظام عالم میں ایک وجود کو بطور پیش رو کے پاتے ہیں تو پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ نظام روحانی میں کوئی پیش رو نہ ہو۔ جبکہ یہ دونوں نظام ایک دوسرے کے مماثل ہیں۔ اس دنیا کی ہر چیز میں مدارج ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام میں بھی مدارج پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مومنین میں بھی مدارج ہوں۔ اور جماعت مومنین اور مسلمین کے لئے رسول کے بعد وہی وجود نمونہ ہوسکتا ہے۔ جو سب مومن منتخب کریں۔ اور اسی جماعت کو مسلمین کے لئے نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے اگر ہم خلافت کو نہ مانیں تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ ایمان داروں میں کوئی ایسا وجود نہیں جو درجہ علیا پر فائز ہو۔ اور مومنین کی حقیقت اجتماعیہ کا مظہر اور ان کے لئے بطور نمونہ ہو۔

دوسری ضرورت

جماعت کو دو قسم کے خطرات لاحق ہوتے ہیں ایک اندرونی دوسرے بیرونی۔ اندرونی خطرات۔ بدعقیدگیوں اور بداعمالیوں کی شکل میں رونما ہوتے ہیں۔ اور جوں جوں لوگ زمانہ نبوت سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ یہ خطرہ بڑھتا جاتا ہے۔ بیرونی خطرات سے وہ خطرات مراد ہیں جو بیرونی ماحول کے بدلتے ہوئے حالات کے پیدا کردہ مظاہر سے رونما ہوں۔ ان حالات میں خلیفہ ہی ایک ایسا وجود ہوتا ہے جس کی نگاہ دونوں قسم کے خطرات پر ہوتی ہے اور وہ ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے جب اور جس کو موزوں سمجھے مسلمانوں سے بلا کر مشورہ کر لیتا ہے۔ خلافت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے ساری امت کی رائے معلوم کی جاسکتی ہے۔ اور وہ رائے ساری امت کی رائے قرار دی جانے ہال اگر خاص حالات یا وجوہ کی بناء پر خلیفہ رائے عامہ کو مسترد کرنا چاہیئے تو کرسکتا ہے۔ جیسے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا یا لشکر اسامہؓ کی روانگی کے موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ نے کیا دنیا میں رائے عامہ کو اکٹھا کرکے اس پر حکم لگانے کا اس سے مفید تر کوئی ذریعہ نہیں۔

تیسری ضرورت

اقوام عالم کے اتحاد کے لئے قومیں فکرمند ہیں کہ ان کو کس طرح اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ آج جو حکمران قومیں ہیں۔ دوسرے کے حق میں دستبردار ہو جائیں البتہ یہ ممکن ہے کہ بنی نوع انسان کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے جو روحانیت کا تخم رکھا ہے۔ اس کو بیدار کرکے ان کو ایسے نقطہ پر جمع کیا جائے۔ جو قلوب کی روحانی تسخیر کا باعث ہو اور اس کے لئے ایسا وجود ضروری ہے کہ روحانی لحاظ سے قومیں اس کے وجود میں اعتماد پائیں اور اس کی راہ نمائی کو اپنی روحانی تسکین کے لئے ضروری قرار دیں۔ پس ہر قوم اپنی اپنی حکومت رکھتے ہوئے جس روحانی وجود پر جمع ہوسکتی ہے۔ وہ خلیفہ ہی ہے۔

چوتھی ضرورت

موجودہ زمانہ میں ہمارے سامنے یہ حقیقت ظاہر ہوئی۔ کہ اس زمانہ میں ایسی خلافت بھی تھی جس کے ساتھ حکومت تھی اور ایسی تنظیمیں بھی تھیں۔ جو فرقہ وارانہ خیالات پر مبنی تھیں۔ لیکن وہ حوادث زمانہ کا مقابلہ نہ کرسکیں۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کے ماتحت اسلام کے عالمگیر اصولوں پر خلافت احمدیہ کا قیام خدا تعالیٰ کی طرف سے عمل میں آیا۔ یہ کوئی فرقہ وارانہ تنظیم نہیں۔ کیونکہ یہ جماعت تمام اسلامی فرقوں کے معتقدات کو قبول کرتی ہے۔ سوائے اس کے جو اسلام کی اشاعت اور غلبہ میں حائل ہوں۔ اس جماعت کی تنظیم کا بنیادی پتھر ایک ہمہ گیر نظریہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام تمام دنیا پر غالب آنے والا مذہب ہے مگر یہ ہر قسم کی قربانی چاہتا ہے۔ اسلام کی عظمت اور شوکت کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ

غلط عقائد کو قربان کیا جائے
غلط تعصبات کو قربان کیا جائے
جان و مال و اولاد کو قربان کیا جائے
دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔

بدقسمتی سے اس حقیقت کو سمجھا نہیں گیا۔ اور اس ہمہ گیر اسلامی تنظیم کو فرقہ وارانہ سمجھا گیا۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ اس جماعت کی صداقت قرآنی دلیل فاما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کے ماتحت ظاہر ہے کہ یہ جماعت روز بروز ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔ اور اس کی پوری تاریخ اس ارشاد خداوندی کی تفسیر ہے جو فرمایا۔

ولیمکنن لھم
دینھم الذی ارتضیٰ لھم
ولیبدلنھم من بعد
خوفھم امنا

ایک سوال کا جواب

کیا خلافت کے لئے حکومت ضروری ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بعض لوگوں میں یہ خیال کہ خلافت کے لئے حکومت ضروری ہے جو پیدا ہوگیا ہے۔ وہ کسی شرعی بنیاد پر نہیں بلکہ گزشتہ چودہ سو سال کے عرصہ کے حالات اور واقعات سے متاثر ہوکر ایسا سمجھا جانے لگا ہے۔ قرآن کریم اور واقعات صحیحہ سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حکومت خلافت کے لئے ضروری شے نہیں جس کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

پہلی دلیل } اس امر کی پہلی دلیل یہ ہے کہ جہاں قرآن کریم کی آیت استخلاف (سورۃ نور) میں خلافت اسلامیہ کے قیام کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ ایمان اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں سے مشروط ہے۔ حالانکہ حکومت کے لئے یہ ضروری نہیں۔

دوسری دلیل } دوسری دلیل یہ ہے کہ دین کی تمکنت کی خاصیت اور تاثیر اسلامی خلفاء میں خدا تعالیٰ نے رکھی ہے۔ جیسے فرمایا لیمکنن لھم

مستحق طلباء کی امداد کا وقت

مخیرّ اصحاب توجہ فرمائیں

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

سکولوں اور کالجوں میں سالانہ امتحان بعض ہوچکے ہیں اور بعض ہو رہے ہیں اور بعض ہونے والے ہیں۔ جو طلباء (اور طالبات) خدا کے فضل سے امتحان میں پاس ہوں گے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو یا اکثر کو کامیاب کرے۔ انہیں اگلی جماعت کے لئے داخلے کی رقم اور کتابوں کی خرید وغیرہ کے لئے کافی خرچ کی ضرورت ہوگی۔ مجھے افسوس ہے کہ اب صدر انجمن احمدیہ میں مستحق اور ہونہار غریب طلباء کی امداد کے لئے اتنی رقم نہیں رکھی جاتی جو قادیان رکھی جاتی تھی۔ حالانکہ احمدی طلباء کی تعداد پہلے کی نسبت کئی گنا بڑھ چکی ہے

اس کمی کو دیکھتے ہوئے میں (باوجود اس کے کہ دراصل یہ میرے صیغہ کا کام نہیں) اپنے محدود فنڈ میں سے جو بعض مخلص اور مخیر دوست مہیا کرتے رہتے ہیں غریب طلباء کی امداد کرتا رہتا ہوں۔ دراصل ہونہار طالب علم (اور طالبات) جماعت کا ایک بڑا قابل قدر سرمایہ ہیں۔ اور اگر کوئی ہونہار طالب علم غربت کی وجہ سے تعلیم پانے سے رہ جائے تو یہ ایک بڑا قومی نقصان ہے۔ اس لئے میں جماعت کے مخلص اور مخیرّ دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس موقعہ پر غریب اور مستحق اور ہونہار طلباء کی امداد کے لئے جہاں تک ممکن ہو کوشش فرمائیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

جو رقوم اس مد میں بھجوائی جائیں گی وہ انشاء اللہ افسر درگاہ متعلقہ کی تصدیق کے بعد صرف غریب اور شریف اور ہونہار یا کسی اور جہت سے مستحق طالب علموں میں تقسیم کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس رقوم بھیجنے والوں کو بہترین جزا سے نوازے اور خود ان کے اپنے بچوں کو عمدہ تعلیم کے ذریعہ دین و دنیا کی برکتوں سے وافر حصہ عطا فرمائے آمین یا ارحم الراحمین والسلام

خاکسار: مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۳/۵/۶۱

دینھم الذی ارتضیٰ لھم لیکن بادشاہوں اور حکمرانوں کے لئے یہ ضروری نہیں۔

تیسری دلیل:۔ خلفاء اسلام کے بارے میں اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی عبادت کرنے والے ہوں گے۔ حالانکہ حاکم کے لئے ضروری نہیں وہ ایسا کرے۔

چوتھی دلیل۔ قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کو اپنا خلیفہ قرار دیا ہے۔ لیکن کیا سب نبی حاکم اور بادشاہ تھے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خلافت کے لئے دنیوی حکومت لازم نہیں۔

پانچویں دلیل:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ تشریف فرما تھے۔ اور ہجرت مدینہ عمل میں نہ آئی تھی تو کیا آپ خلیفۃ اللہ تھے؟ یقیناً تھے تو کیا آپ کو اس وقت دنیوی حکومت بھی حاصل تھی؟ اگر نہیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خلافت بدون حکومت بھی ہو سکتی ہے۔

دلائل مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ خلافت کے لئے حکومت ضروری نہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ خلفاء اللہ تعالےٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ میں کوئی ایسی صفت نہیں جو دنیوی طرز حکومت میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ اس کی حکومت کا نقشہ قرآن کریم نے پیش کیا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ۔ یعنی جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے اسی وجہ سے انتخاب خلافت کے لئے جو امر ضروری قرار دیا گیا ہے وہ تقویٰ ہے۔ نہ کہ دنیوی حکومت اور اقتدار۔

ہاں اگر منصب خلافت کے پاس حکومت ہو تو خلافت کے ساتھ یہ جمع ہو سکتی ہے لیکن اسے لازمہ خلافت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جیسے شریعت کا لانا خصوصیات نبوت میں تو شامل ہے لیکن نفس نبوت کے لئے کسی نئی شریعت کا لانا ضروری نہیں کیونکہ بہت سے نبی ایسے گذرے ہیں جو کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ پس اگر انتخاب کے وقت اگر حکومت ہو تو خلیفہ کے پاس آ سکتی ہے ورنہ نہیں چنانچہ علامہ ابن خلدون اپنے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

ان الخلافۃ قد وجدت
بدون الملک ثم
معانیھما اختلطت۔
ثم انفرد الملک۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۱۷۴)

یعنی کئی مرتبہ خلافت حکومت کے بغیر وقوع پذیر ہوئی اور کئی مرتبہ حکومت اور خلافت اکٹھی پائی گئی اور پھر بادشاہت منفرد طور پر پائی گئی۔

تحریک وصیت

اصل معیار وصیت ⅓ ہے

کچھ ایسی رو چلی ہے کہ جو وصایا دفتر میں موصول ہوتی ہیں ان میں سے شاذ و نادر کے طور پر کوئی وصیت ⅒ سے زیادہ معیار کی ہوتی ہے ورنہ ساری کی ساری وصایا ماہوار آمد اور جائیداد کے ⅒ حصہ پر ہی مشتمل ہوتی ہیں۔ حالانکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ ۷ مئی ۱۹۲۶ء کے ایک اقتباس سے جو اخبار الفضل مجریہ ۱۶ مئی ۱۹۶۱ء میں صفحہ ۵ پر شائع کیا گیا ہے یہ امر واضح ہے کہ ⅓ حصہ وصیت کا اصل ترین معیار ہے اور حضور کی خواہش ہے کہ جن دوستوں کو اللہ تعالےٰ توفیق دے انہیں اپنے معیار وصیت میں اضافہ کرنا چاہیئے۔ ذیل میں حضور کے اسی خطبہ سے ایک دوسرا اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس سے اس مسئلہ پر مزید روشنی پڑتی ہے کہ اصل قربانی اور حقیقی معیار وصیت ⅒ نہیں بلکہ ⅓ ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"مومن کے لئے یہی بات مناسب ہے کہ (اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت کے لئے) جس قدر زیادہ دے سکے دے۔ ایمان اور مومنوں کی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے تو یہی ہونا چاہیئے کہ جو وصیت کرے ⅓ حصہ کی کرے ہاں جو اتنا حصہ مجبوراً نہ دے سکے وہ اس سے کم دے دے پس اصل وصیت ⅓ حصہ کا نام ہے۔ ہاں جو نہ دے سکے وہ اس سے کم ⅒ تک دے سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک شخص اپنی موت کا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے لائے اور اپنی حالت پر نظر کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ مجھ سے بے شمار غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہو چکی ہیں۔ اب مرنے کے وقت تو مجھے خدا تعالےٰ سے صلح کر لینی چاہیئے یہ خیال کر کے خدا تعالےٰ کی راہ میں سب کچھ دے دینا بھی اس کے لئے دوبھر نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جو شخص خود جائیداد پیدا کرتا ہے اسے یہ بھی امید رکھنی چاہیئے کہ اس کی اولاد بھی ایسی ہی ہو گی کہ جو جائیداد بڑھائے گی۔ جو شخص اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر میں وصیت میں جائیداد دے دوں گا تو اولاد کیا کھائے گی وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی اولاد نالائق ہو گی۔ ایک شخص جس کے پاس کچھ نہ تھا اس نے کوشش کر کے کئی ہزار کی جائیداد پیدا کر لی تو اسے امید رکھنی چاہیئے کہ اس کی اولاد اس سے بھی بڑھ کر ترقی کرے گی۔ اور اسی رنگ میں اولاد کی تربیت کرنی چاہیئے کہ وہ دنیا میں ترقی کر سکے۔ ورنہ جو اولاد کی اس طرح تو تربیت نہیں کرتا اور یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ میں نے کمایا ہے اسی پر اولاد کا گذارہ ہوگا تو وہ اپنی اولاد کو نالائق سمجھتا ہے اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی۔ بندہ میرے متعلق جیسا خیال کرتا ہے میں ویسا ہی کر دیتا ہوں۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ ہماری اولاد نکمی اور نالائق ہو گی ہم جو دے جائیں گے اسی پر گذارہ ہوگا۔ اسے بڑھا نہیں سکیں گے۔ تو خدا تعالےٰ ایسی اولاد سے یہی معاملہ کرے گا کہ اسے نالائق بنا دے گا۔ لیکن اگر یہ خیال ہو کہ ہماری اولاد ہم سے بھی زیادہ ہوشیار اور قابل ہو گی اور دین کی خدمت کرنے میں بڑھے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسی اولاد کو خدا تعالےٰ ضائع نہیں کرے گا۔ کسی خدا کے بندے کا قول ہے کہ کسی سچے مومن کی سات پشتوں تک کسی کو سوال کرتے نہیں دیکھا جائے گا۔

پس وصیت کرتے ہوئے احباب کو یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے جو اعلیٰ حصہ مقرر کیا ہے وہ ⅓ ہے اور ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ حصہ کی وصیت کرے۔ ہاں اگر اپنی مجبوریوں کی وجہ سے ⅓ حصہ کی نہ کر سکے تو ¼ حصہ کی کرے اگر ¼ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅕ کی کرے۔ اگر ⅕ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅙ حصہ کی کرے۔ اور اگر ⅙ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅐ کی کرے۔ اگر ⅐ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅛ کی کرے۔ اگر ⅛ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅑ حصہ کی کرے۔ اور اگر کچھ بھی نہ کر سکے تو ⅒ حصہ کی کرے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر دوست اس رنگ میں اپنے فرائض کو ادا کریں گے تو خدا کے فضل سے بہت جلد کامیابی حاصل ہو گی۔ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کی کوششوں میں برکت ڈالے اور اسلام کی اشاعت کا جو کام اس نے ہمارے ذریعہ جاری کیا ہے اسے ہماری سستی سے نقصان نہ پہنچے بلکہ دن بدن ترقی کرے۔"

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ)

جامعہ احمدیہ میں "ہالینڈ کے معاشرتی اور مذہبی حالات" پر

ایک لیکچر

ربوہ ۲۲ مئی آج دوپہر ساڑھے گیارہ بجے الجمعیۃ العلمیہ کے زیر اہتمام جامعہ احمدیہ میں عبدالحکیم صاحب اکمل مبلغ ہالینڈ نے "ہالینڈ کے معاشرتی اور مذہبی حالات" کے بارے میں ایک معلومات افزا لیکچر دیا۔ آپ نے بتایا کہ وہاں کے عیسائیوں میں اگرچہ کافی تعصب ہے مگر اسلام کا روشن مستقبل واضح طور پر نظر آ رہا ہے۔ وہ لوگ جو ابتداءً ہالینڈ میں اسلام کی تبلیغ کو خیال خام قرار دیتے تھے اب انہیں رفتہ رفتہ احساس ہو رہا ہے کہ احمدیت کے دلائل و براہین کا عیسائیت کے پاس کوئی معقول جواب نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ سے تشویش لاحق ہو رہی ہے۔ وہاں پر جماعت کے مبلغین تقاریر، لٹریچر، ملاقاتوں اور دیگر متفرق ذرائع سے اسلام کا پیغام غیروں تک پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں انہیں مختلف اداروں کی طرف سے وقتاً فوقتاً اسلام پر اظہار خیال کرنے کے لئے دعوتیں موصول ہوتی رہتی ہیں جن کے نتیجہ میں ڈچ لوگ اسلام کے بارہ میں زیادہ ہمدردانہ رویہ رکھتے ہیں اور اسلام کے بارہ میں ان کا روایتی تعصب کم ہو رہا ہے۔

آپ نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ وہاں کے لوگ بہت خلیق اور ملنسار ہیں حتی کہ سفر میں بھی اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا۔ اہل ہالینڈ نے مزاح کا بھی اچھا ذوق پایا ہے۔ نیز ان کے بچے بھی بہت ذہین اور طباع ہیں۔ یہ لوگ من حیث القوم بہت محنتی ہیں اور ہر وقت ملکی ترقی کے ذرائع پر گامزن رہتے ہیں۔

تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا جن کا مقرر نے مناسب جواب دیا۔ آخر پر جمعیۃ العلمیہ کے صدر مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف نے مقرر کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(نامہ نگار)

احمدیہ مشن غانا (مغربی افریقہ) کی تبلیغی تربیتی اور تعلیمی مساعی

نو (۹) اشخاص کا قبول اسلام۔ اہم شخصیتوں سے ملاقاتیں۔ ریڈیو پر تقاریر۔ لٹریچر کی وسیع اشاعت

(از مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر انچارج احمدیہ مشن غانا بتوسط وکالت تبشیر ربوہ)

ماہ جنوری میں جماعتہائے احمدیہ غانا کا نوکل مرکز میں جلسہ سالانہ ہوا۔ نیز اسی ماہ مسجد احمدیہ وا (وسالا) کا افتتاح ہوا۔ ان دونو مواقع پر کئی ہزار کی تعداد میں احباب جمع ہوئے جن سے مبلغین نے تقاریر کیں جس کی رپورٹ الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ سہ ماہی زیر رپورٹ میں مجموعی سرگرمیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نو افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اس مختصر مجموعی رپورٹ کے بعد ذیل میں مبلغین کے انفرادی کام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خاکسار کو مرکزی کاموں کی سرانجام دہی اور جملہ احمدیہ سکولز کی جنرل مینجری کے فرائض کے علاوہ جماعت کی عام نگرانی بھی کرنا پڑتی ہے اور باہر مختلف مقامات پر دوروں پر بھی جانا پڑتا ہے عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار نے ۱۳ مقامات کا دورہ کیا۔ ۱۳۰ افراد سے پرائیویٹ ملاقات کی اور ایک ہزار ۱۸۶۹ سو اناسی میل سفر طے کیا۔ جملہ خطوط آمدہ از وزارت تعلیم ریجنل اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسران لوکل کونسلز و دیگر محکمہ جات حکومت، اساتذہ سکولز احباب، جماعت اور مبلغین کے جوابات دئے گئے۔ مورخہ ۱۵ جنوری کو سالٹ پانڈ گورنمنٹ ایمرجنسی ٹریننگ کالج میں ملک کے مختلف مقامات کے سکولز کے اساتذہ ایک خاص کورس کے لئے جمع ہوئے۔ ان ٹیچروں کے دو گروپ میرے پاس مشن ہاؤس میں اسلامی تعلیمات پر بعض سوالات دریافت کرنے کے لئے آئے چنانچہ انہوں نے اسلامی طریقہ شادی تعدد ازدواج اسلامی عبادات اور تاریخ احمدیت کے متعلق سوالات کئے جن کے جوابات انہیں بالتفصیل دئے گئے چونکہ یہ اساتذہ تمام کے تمام عیسائی تھے۔ اسلئے ان کے سامنے توحید باری تعالیٰ ردّ تثلیث اور ردّ کفارہ کے مضامین پر روشنی ڈالی اور لٹریچر انہیں پڑھنے کے لئے دیا۔ مورخہ ۳ فروری کو بمقام اڈیا نزی گاؤں کے چیف کی دعوت پر اسکے مکان کی رسم افتتاح ادا کی اور افتتاح سے قبل اہالیان گاؤں کے سامنے ایک تقریر کی۔ مورخہ ۱۱ فروری کو بمقام یاد موتاساں ہ زیر محنت درسل وسائل کی دعوت پر سالٹ پانڈ تا کوداڈی کی نئی سڑک کے افتتاح کے موقع پر گیا اور بعض اشخاص سے ملاقات کی۔ ۲۰ فروری کو مارشل ٹیٹو کی آمد پر حکومت کی طرف سے دعوت نامہ پہنچا۔ اس لئے بمقام کیماء استقبالیہ تقریب میں شامل ہوا اور اسی دن اکرا میں سیکنڈری سکول کالج کی عمارت کے سلسلہ میں پرنسپل سیکرٹری وزارت تعلیم کو ملا اس ملک میں احمدیہ مدارس کے علاوہ ابتدا ہی سے تمام گورنمنٹ سکولوں عیسائی سکولوں اور لوکل کونسلز سکولز میں عیسائیت کی تعلیم مسلمان طلباء کو دی جاتی تھی اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ سکولوں میں جانے والے بعض مسلمان طلباء عیسائی ہو جاتے تھے اور دوسرے اگر عیسائی نہ بھی ہوں تو ان کو اسلام کے متعلق بہت شکوک پیدا ہو جاتے تھے اور اس طرح اسلام کو بہت ہی نقصان پہنچا تھا۔ مسلمان بچے اگر عیسائیت کی کتب نہ پڑھتے تو انہیں بدنی سزا دی جاتی ہیں میں نے گزشتہ سال ماہ اگست میں وزیر تعلیم سے ملاقات کے دوران میں اس بات کا ذکر کیا اور مطالبہ کیا کہ مسلمان طلباء کو جو غیر مسلم سکولز میں پڑھتے ہیں۔ انہیں عیسائیت پڑھانے پر مجبور نہ کیا جائے وزیر موصوف نے وعدہ کیا کہ وہ اسکے خلاف قدم اٹھائیں گے۔ چنانچہ ملاقات کے دو ماہ بعد وزارت تعلیم نے مجھ سے ثبوت مانگا کہ واقعی مسلمان طلباء کو غیر مسلم سکولز میں عیسائیت کی تعلیم دی جاتی ہے میں نے ملک کے مختلف غیر مسلم سکولز میں پڑھنے والے طلباء سے بائیبل کے انگریزی ورنیکلر نسخے اور ایسے ہی رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کی دینیات کی کتب۔ درجنوں کی تعداد میں حاصل کیں جن پر مسلم طلباء کے نام لکھے ہوئے تھے اور ایسے ہی بہت سے مسلمان بچوں کے عیسائی نام جو انہیں غیر مسلم سکولز میں اساتذہ یا پادریوں نے دئے ان کی فہرستیں سکول اور کلاس وار تیار کر کے وزیر تعلیم کو ایک تفصیل کے ساتھ خط لکھا اور درخواست کی کہ در حقیقت عیسائی مذہب کی کتب جو میں نے مسلمان طلباء سے جمع کی ہیں وہ مشن ہاؤس سالٹ پانڈ میں پڑی ہیں مجھے جس وقت حکم ہو میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ وزارت تعلیم کی طرف سے ریجنل ایجوکیشن افیسر کیپ کوسٹ مشن ہاؤس پر آئے اور انہوں نے خود ان کتب کو دیکھ کر ہنس کر مجھے کہا کہ اب آپ کا کیس مضبوط ہو گیا ہے۔ چنانچہ بعد تحقیق ۱۰ مارچ ۱۹۶۱ء کو وزارت تعلیم نے جملہ جنرل مینجران عیسائی سکولز جملہ سیکرٹریان ایجوکیشن لوکل کونسلز ریجنل اور ڈسٹرکٹ افسران کے نام سرکلر جاری کیا کہ مسلم طلباء کو غیر مسلم سکولز میں ہرگز ہرگز عیسائیت کی تعلیم نہ دی جائے۔ بلکہ مسلم طلباء کے لئے جہاں ممکن ہو مسلم دینیات کے پڑھانے کا انتظام کیا جائے اور ملک کے جملہ ہیڈ ماسٹروں کے سکولز کے نام سرکلر جاری کئے جائیں کہ مسلم طلباء کو عیسائی تعلیم پر مجبور نہ کیا جائے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

متحدہ عرب جمہوریہ کے کلچرل سینٹر کے ڈائریکٹر عبد العزیز حلمی صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ انہیں لٹریچر بھیجا جائے تاکہ وہ پبلک کے پڑھنے کے لئے اپنے سینٹر میں رکھیں چنانچہ انہیں اسلام کی تائید میں چالیس کے قریب چھوٹی بڑی کتب عربی اور انگریزی میں ارسال کیں۔

مورخہ ۲۳ مارچ کو پاکستان ڈے کی تقریب پر پاکستانی ہائی کمشنر صاحب نے گارڈن پارٹی پر مدعو کیا وہاں سفراء عرب جمہوریہ سوڈان، مالی، عراق لبنان، ٹیونس، حبشہ ہائی کمشنر انڈیا، سیوک وزیر مال حکومت غانا، وزیر امور خارجہ حکومت غانا، چیف جسٹس غانا اور دیگر معزز اور اہم اشخاص سے ملاقات کی۔ سہ ماہی زیر رپورٹ میں خاکسار کا ایک مضمون مشتمل بر ۲۵ صفحات دوسری بار غانا میں دو ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ ایسے ہی میری ایک عربی کتاب پہلی بار ماہ فروری میں ایک ہزار کی تعداد میں ذالقول الصریح فی ظہور المہدی والمسیح مشتمل بر ۱۴۰ صفحات ربوہ سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں وفات مسیح ناصری علیہ السلام علامات ظہور مسیح موعود علیہ السلام دجال یاجوج ماجوج صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ مسائل پر بحث کی گئی۔ اس کتاب کی طباعت اور پروف وغیرہ دیکھنے کی چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ نے کافی محنت کی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

عرصہ زیر رپورٹ قرآن مجید کا درس باقاعدہ دیا جاتا رہا برادرم محترم قریشی فیروز محی الدین صاحب لکھتے ہیں انہوں نے سال رواں کی پہلی سہ ماہی میں ۱۷۴ افراد سے ملاقات کر کے انہیں تبلیغ کی اور ۴۸ کتب اکرا شہر میں مختلف ممالک کے سفراء، یونیورسٹی، سٹوڈنٹس اور دیگر معززین کو مطالعہ کے لئے دیں۔ آٹھ بار الجمعیۃ الاسلامیۃ کے اجلاس میں مختلف مضامین پر تقاریر کیں۔ بورسٹل اور جیمز کیمپ جیلوں میں مختلف موضوعات پر ہفتہ وار تقریریں کیں۔ بورسٹل جیل میں عیسائی سپرنٹنڈنٹ نے مسلمان لڑکوں کے لئے بائیبل کی تعلیم لازمی قرار دی ہوئی تھی۔ بصورت دیگر انہیں سزا دی جاتی تھی۔ اب یہ لڑکے بائیبل کی بجائے قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اور مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر کی مرتب کردہ حدیث کی کتاب ریاض احادیث النبی کی حدیثیں اور ان کا ترجمہ یاد کرتے ہیں۔ اکرا شہر کے مختلف مقامات پر بارہ دفعہ تبلیغی جلسے کئے گئے جو بعض اوقات رات کے گیارہ بجے تک جاری رہے۔ حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب اور قریشی مقبول احمد صاحب جو اپنی منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے کچھ عرصہ کے لئے اکرا میں موجود تھے وہ بھی ان تبلیغی مجالس میں حصہ لیتے رہے۔ یونیورسٹی میں محمد الیکسر موڈل سٹوڈنٹس کی دعوت پر مذہبی سیمینار میں جدید اسلامی تحریکات کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ دیگر امور کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود اقوام عالم ہونا اور جماعت کی امتیازی خصوصیات تفصیلاً بیان کیں اور سوالات کے جوابات دئے۔ ریڈیو غانا پر فلسفہ روزہ پر تقریر کی۔ جو خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہی اور سامعین کی طرف سے تعریفی خطوط موصول ہوئے۔ یہاں کے ایک اخبار EVENING NEWS کے ایک کالم نویس MIRROR نے وجود باری تعالیٰ کے خلاف سلسلہ مضامین شروع کرنے کے بعد تمام مذاہب کو چیلنج دیا مسلمانوں کی طرف سے قریشی صاحب نے اس چیلنج کا جواب دیا۔ لیکن اخبار مذکور نے اسے شائع نہ کیا۔ انہوں نے غانا ٹائمز کے ایڈیٹر سے اس کی اشاعت کی درخواست کی۔ چنانچہ مقررہ عنوان

TRUTH ABOUT GOD

پر مفصل مضمون شائع ہوا۔ موخر الذکر اخبار نے کانگو کے فاقہ زدہ لوگوں کے لئے مدد کا مطالبہ کیا اسی ایک خطبہ میں مکرم قریشی صاحب نے جماعت اکرا سے اپیل کر کے کچھ رقم ارسال کی۔ اخبار نے ان کے اس اقدام کی تعریف کے ساتھ ان کی تصویر بھی شائع کی۔ مکرم قریشی مقبول احمد صاحب اور حافظ بشیر الدین صاحب کے پہنچنے پر ایک اخبار میں ان کا انٹرویو شائع ہوا۔ رمضان المبارک میں درس اور تراویح جاری رہیں اور ایک وسیع میدان میں نماز عید الفطر ادا کی گئی۔ باقی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

(مینیجر)

خدام الاحمدیہ کے اعلانات

مرکز :- جیسا کہ الفضل مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۶۱ء میں محترم جناب ناظر اعلیٰ صاحب کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے۔ آئندہ ایسے تمام مقامات کی مجالس خدام الاحمدیہ کے زعماء حلقہ جات جہاں مقامی جماعت کے حلقے ہوں (مثلاً ربوہ۔ لاہور۔ کراچی۔ کوئٹہ۔ راولپنڈی وغیرہ) وہاں اپنے عہدہ کے لحاظ سے صدران حلقہ جات کی مجالس عاملہ کے رکن ہوا کریں گے۔ قائدین مجالس پہلے ہی رکن ہیں۔

۲۔ مجالس کی طرف سے رپورٹیں پوری طرح نہیں آرہیں۔ اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے مرکز کی طرف سے مجالس کی کارگزاری کا خلاصہ ہر ماہ خالد میں شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں معین اعداد و شمار نہ ہونے سے بڑی دقت پیش آتی ہے۔ لہٰذا اعداد و شمار ضرور دیئے جایا کریں۔

کراچی :- مجلس کراچی نے فضل عمر ویلفیئر سوسائٹی کا قیام کیا ہے۔ جس کا مقصد خدمت خلق کے کام کو وسیع کرنا ہے۔ اس وقت اس سوسائٹی کے تحت دو رخاصی شفاخانے ایک انڈسٹریل ہوم۔ ایک لائبریری۔ ایک فضل عمر چائلڈ ویلفیئر اور دو ویلفیئر سنٹر قائم ہیں جہاں سے روزانہ ضرورت مند فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اب ایک فضل عمر انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی جاری کرنے کا ارادہ ہے۔ جہاں الیکٹریشن۔ الیکٹرانک بین۔ کارپنٹر اور ٹیلرنگ وغیرہ فنون سکھائے جائیں گے۔ دراصل پاکستان کے دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔

ربوہ :- مجلس مقامی ربوہ کی تربیتی کلاس ۱۲ مئی ۱۹۶۱ء کو ختم ہو گئی۔ یہ کلاس ۲۴ اپریل ۱۹۶۱ء کو جاری کی گئی تھی۔ چنانچہ ۱۲ مئی کو کلاس کے اختتام پر مہتمم صاحب مقامی مجلس نے ایک الوداعی پارٹی کا انتظام فرمایا۔ جس میں مہتمم صاحب تعلیم صاحب مجلس مرکزیہ نے بھی شرکت فرمائی۔

انور آباد ضلع لاڑکانہ } مجلس انور آباد نے اپنا سالانہ اجتماع مورخہ ۷ مئی ۱۹۶۱ء بروز اتوار منعقد کیا۔ جس میں امیر صاحب خیرپور ڈویژن قریشی عبد الرحمٰن صاحب ناظم اضلاع خیرپور ڈویژن اور مربیان سلسلہ مقیم خیرپور ڈویژن نے شرکت کی۔ درس قرآن مجید اور مختلف قسم کے علمی اور ورزشی مقابلے ہوئے۔ امیر صاحب خیرپور ڈویژن کی صدارت میں ایک اجلاس عام ہوا۔ جس میں مولوی غلام احمد صاحب فرخ نے سندھی زبان میں دلکش پیرایہ میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جسے غیر از جماعت احباب نے بھی ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ انعامات تقسیم کرنے کے بعد ایک روزہ اجتماع ختم ہو گیا

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

اعلان دارالقضاء

حصہ داران اراضی اسلام پور سٹیٹ واقعہ سندھ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تیسری قسط کی رقم وصول ہو گئی ہے جس کی تقسیم کر کے جناب ناظر صاحب امور عامہ کی خدمت میں فہرست بھیج دی گئی ہے۔ حصہ داران میں سے جو دوست اپنے حصہ کی رقم کی وصولی کے لئے معلومات حاصل کرنا چاہیں وہ جناب ناظر صاحب امور عامہ سے دریافت فرما سکتے ہیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

ششماہی جائزہ چندہ جات خدام الاحمدیہ

خدام الاحمدیہ کے مالی سال کی پہلی ششماہی ۳۰ اپریل ۱۹۶۱ء کو ختم ہوئی تھی۔ تدریجی بجٹ کے لحاظ سے بہت ہی کم مجالس نے سو فیصد ادائیگی کی ہے۔ جس کی وجہ سے مجموعی طور پر سبھی مدات کی آمد میں کافی کمی ہے۔ نصف سال گذرنے پر تمام مدات کے شوریٰ کی طرف سے منظور شدہ بجٹ کا کم از کم نصف وصول ہو جانی چاہیے تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ افسوس ہے کہ بہت سی بڑی بڑی مجالس سے بھی اس بارے میں تساہل ہوا ہے مجھے امید ہے کہ تمام مجالس جلد ہی اس کی تلافی کر دیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

زمیندارہ مجالس کی طرف سے بھی بہت ہی کم وصولی ہوئی ہے۔ غالباً اس کی وجہ گندم کی فصل کا انتظار تھا۔ امید ہے کہ تمام زمیندارہ مجالس جلد ہی گندم کی فروخت کے بعد اپنے سارے کے سارے بجٹ کی ادائیگی کر دیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جن مجالس نے ششماہی کا بجٹ سو فیصد ادا کر دیا ہے۔ ان کی خدمت میں مبارک باد پیش ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

تفصیلی جائزہ ڈویژن وار درج ذیل ہے۔

خلاصہ جائزہ ششماہی اول ۶۱-۱۹۶۰ء

ڈویژن	سو فیصدی ادا کرنیوالی مجالس	بجٹ سے کم ادا کرنیوالی مجالس	نادہندہ مجالس	بغیر بجٹ ادا کرنیوالی مجالس	میزان
پشاور ڈویژن :-	×	۵	۸	۳	۱۶
ڈیرہ اسمٰعیل خاں :-	۱	۴	۵	×	۱۰
لاہور ڈویژن :-	۱	۲۳	۱۰۷	۱۰	۱۴۱
راولپنڈی " :-	۱	۱۹	۶۱	۳	۸۴
ملتان " :-	۶	۲۶	۸۰	۱۶	۱۲۸
خیرپور " :-	۳	۶	۱۴	۷	۳۰
بہاولپور ڈویژن :-	۱۵	۹	۱۱	۵	۴۰
حیدرآباد :-	۲	۷	۱۳	۲	۲۴
کراچی :-	×	۱	×	۲	۳
کوئٹہ :-	۱	×	—	—	۱

پشاور ڈویژن — جائزہ ششماہی اول ۶۱-۱۹۶۰ء

۱۰۰ فیصدی ادا کرنے والی مجالس :- ×

بجٹ سے کم ادا کرنیوالی مجالس :- پشاور۔ نوشہرہ۔ پبی۔ مردان۔ کیمبلپور۔

نادہندہ مجالس :- شیخ محمدی۔ ٹوپی۔ ایبٹ آباد۔ مانسہرہ۔ بالاکوٹ۔ داتہ۔ پچند۔ جہان

بغیر بجٹ ادا کرنے والی مجالس :- کالونی سرحد ملز۔ رسالپور کینٹ۔ واہ کینٹ

ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن

۱۰۰ فیصدی ادا کرنے والی مجالس :- چک نمبر ۳۷ ایم۔ ایل

بجٹ سے کم ادا کرنے والی مجالس :- ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ میانوالی۔ بھکر۔ کوہاٹ

نادہندہ مجالس :- پاڑہ چنار۔ بنوں۔ سرائے نورنگ۔ ریاست آباد۔ داؤد خیل۔

راولپنڈی ڈویژن

۱۰۰ فیصدی ادا کرنے والی مجالس :- مرالہ

بجٹ سے کم ادا کرنے والی مجالس :- راولپنڈی۔ پنڈ بھیگوال۔ گجرات۔ سعد اللہ پور۔ لنگے۔ شادیوال خورد۔ چونگ نوالی۔ لالہ موسیٰ۔ منڈی بہاؤالدین۔ بنگہ نمبر ۱۸۔ سرگودھا چک نمبر ۷۸ جنوبی۔ شیخ پور۔ بھیرہ۔ تخت ہزارہ۔ خوشاب۔ میانی۔ کوٹ مومن۔ اور حمید آباد۔

نادہندہ مجالس :- مری۔ بیگوال۔ کھیوڑہ۔ چکوال۔ دلیال۔ محمود آباد۔ کلر کہار۔ خانپور۔ رتوچہ۔ منگلا ڈیم۔ کھاریاں۔ رسول۔ شیخ پور۔ گوگیکی۔ فتح پور۔ ککرالی۔ چک سکندر۔ دیونا جرہ سدوکے۔ دھیر کے۔ کھوکھر غربی۔ پھالیہ۔ رجوعہ۔ نصیرہ۔ کرنانہ۔ فواد۔ ہرنگ۔ چک نمبر ۲ نورنگ۔ چک نمبر ۹ شمالی پینار۔ چک نمبر ۹۸ ش۔ روڈہ۔ چک نمبر ۱۱۶ جنوبی۔ چک نمبر ۳۷ جنوبی۔ بھلوال۔ ابدال۔ دوک۔ ادجو یا۔ ودھ۔ چک نمبر ۱۲۴ جنوبی۔ ستکو اللہ۔ بصیر پور خورد۔ محمد نگر۔ چک نمبر ۹۹ جنوبی۔ چک نمبر ۸۶ ش۔ چک نمبر ۸۷ ش۔ چک نمبر ۸۸ ش۔ چک نمبر ۸ ش۔ چک نمبر ۲۹ ڈی۔ بی۔ چک نمبر ۳۳ جنوبی۔ فائدہ آباد۔ چک نمبر ۱ ٹی۔ ڈی۔ اے۔ چک نمبر ۲ ٹی۔ ڈی۔ اے۔ چک نمبر ۱۶۸ لنگہ۔ چک نمبر ۱۵۲ ش۔ سلانوالی۔ چک نمبر ۹۵ جنوبی۔ ستھقہ جوئیا۔ چک نمبر ۴۶ جنوبی۔ پیرو۔ چک نمبر ۳۱ جنوبی۔

بغیر بجٹ ادا کرنے والی مجالس :- جہلم۔ گوجرخان۔ شاہ پور صدر

حیدرآباد ڈویژن

۱۰۰ فیصدی ادا کرنے والی مجالس :- ظفر آباد دوتنگا۔ طاہر آباد۔

بجٹ سے کم ادا کرنے والی مجالس :- حیدرآباد۔ غلام رسول۔ کنری۔ محمد آباد اسٹیٹ۔ نور نگر اسٹیٹ۔ چک نمبر ۲۷۰ الف جنوبی

نادہندہ مجالس :- بدین۔ نواں کوٹ۔ احمدیاں۔ حیدر۔ لاجبنی۔ اسلام آباد۔ کوٹ عبداللہ نبی سرا روڈ۔ احمد آباد اسٹیٹ۔ نوکوٹ شہر۔ چک نمبر ۱۵۱۔ ڈگری۔ میرپور خاص محمود آباد اسٹیٹ۔

بغیر بجٹ کے ادا کرنے والی مجالس :- دادو۔ بشیر آباد اسٹیٹ۔

کوئٹہ ڈویژن

سو فیصدی — ۔۔۔

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو معہ ضروری تفصیل کے ساتھ آگاہ فرمادیں۔

نمبر ۱۳۲۶۳:۔ میں فاطمہ بی زوجہ سید محمد قاسم صاحب۔ قوم سید۔ پیشہ امور خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن اوکلی تا ڈنکور ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

(۱) حق مہر جو کہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے (۵۰) روپیہ۔

میں پچاس روپیہ سب کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور ایسی جائیداد پر وصیت (۱/۱۰) حصہ حاوی ہوگی۔ میں ماہوار پندرہ روپیہ محنت مزدوری کرکے کما لیتی ہوں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا (۱/۱۰) حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف کرتی رہوں گی اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی (۱/۱۰) کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے۔ فقط

الامۃ:۔ نشان انگوٹھا فاطمہ بی

گواہ شد:۔ محمد قاسم احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اوتکور خاوند موصیہ ۱۶/۱۱/۶۰

گواہ شد:۔ فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر ضلع گلبرگہ۔ ۱۶/۱۱/۶۰

نمبر ۱۳۲۶۷:۔ میں محمد اسمٰعیل ولد علم الدین قوم راجپوت بھٹی پیشہ درویش قادیان عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو کہ قریباً اس وقت مبلغ ۱۰/۔ روپے ہے۔ اور میں اس وقت دھوبی کا کام کرتا ہوں اور اپنے حصہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور اگر میری آمد میں کوئی کمی و بیشی ہو تو اس پر بھی یہ وصیت ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے حاوی ہوگی۔ اگر کسی وقت میری کوئی جائیداد پیدا ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت اگر کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا محمد اسمٰعیل درویش قادیان ۳۰/۱/۶۱

گواہ شد:۔ سکندر خان ولد لال خان موصی ۳۶۳۲ قادیان ضلع گورداسپور ۳۰/۱/۶۱

گواہ شد:۔ عبدالغفور ولد چوہدری شیر محمد صاحب موصی نمبر ۱۰۶۵۰ قادیان ۳۰/۱/۶۱

نمبر ۱۳۲۶۴:۔ میں رشیدہ بیگم زوجہ محمد ابراہیم قادیانی قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر پچیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مشرقی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) حق مہر ۵۰۰/۔ بذمہ خاوند

(۲) کانٹے طلائی وزنی ایک تولہ دو ماشہ قیمتی } ۲۱۶/۔ روپے

(۳) ٹکہ طلائی وزنی آدھ تولہ قیمتی

اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ اگر بوقت وفات اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنی اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

اس وقت میری ماہوار آمد نہیں ہے اگر کسی وقت کوئی آمد ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت ہوگی۔

العبدہ:۔ رشیدہ بیگم

گواہ شد:۔ محمد نثار احمدی بقلم خود مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام سکول قادیان

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم قادیانی مولوی فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان خاوند موصیہ۔

آپ کی قیمت اخبار ماہ جون ۱۹۶۱ء میں ختم ہے

مندرجہ ذیل احباب کی قیمت اخبار ماہ جون میں ختم ہو رہی ہے اور ان کو وی پی کئے جا رہے ہیں۔ براہ کرم وصول فرما کر مشکور فرمائیں۔

نیز جن احباب کو ان کے ارشاد پر وی پی نہیں کئے جاتے وہ بھی براہ کرم بذریعہ منی آرڈر ... تاکہ اخبار جاری رکھا جا سکے۔ ممنون ہوں گا۔ (مینیجر الفضل)

خریداری نمبر	نام	تاریخ
۵۱۷	پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ کوٹ پنج میرۃ	۱ ۶/۶۱
۲۵۵	گلوب بوٹ کمپنی ڈھاکہ	//
۴۹	قریشی احمد شفیع صاحب	//
۲۵۳۳	چوہدری عبدالمتین صاحب	//
۲۶	السید ارتضیٰ علی صاحب	//
۲۳۶۹	سارجنٹ محمد حنیف صاحب	//
۳۳۷۲	فلائٹ لفٹننٹ ایس آر اے قیصرانی	۲ ۶/۶۱
۲۶۰۳	چوہدری عصمت اللہ خان صاحب	//
۱۳۴	ناصر حق اینڈ کمپنی خانپور	//
۳۴۰	میاں اللہ دتہ صاحب	//
۷۶۹	ملک عمر علی صاحب	//
۲۲۴	چوہدری حسام الدین صاحب	۳ ۶/۶۱
۱۲۱۴	اسلم جنرل سٹور	//
۵۲۳	چوہدری فضل الٰہی صاحب	//
۵۶	میاں عزیز حسین صاحب	//
۲۳۷۹	منشی سلطان احمد صاحب	//
۷۹۰	مکرم آئی اے شمیم صاحب	۴ ۶/۶۱
۶۲	احمد دین صاحب	//
۲۹۲۷	مرزا نذیر احمد صاحب	//
۲۶۴۵	محمد علی خان صاحب	//
۲۴۴۹	عبدالرشید صاحب احمد	//
۲۶۹۴	مینجر صاحب فارم اسٹیٹ حیدرآباد	//
۲۸۳۸	محمد اسحٰق صاحب ہاشمی	۵ ۶/۶۱
۶۷	شیخ اسلام باری صاحب	۵ ۶/۶۱
۱۴۸۱	محمد صالح صاحب	//
۱۹۱۰	سردار احمد صاحب	۶ ۶/۶۱
۱۳۱	محمد ابراہیم صاحب	//
۹۹۴	سید محبوب علی شاہ صاحب	//
۳۱۹۷	محمد عبداللہ صاحب	//
۲۸۲۵	رشید احمد صاحب	//
۲۶۲۷	میاں دوست محمد صاحب	۷ ۶/۶۱
۳۳۸۱	پیر محمد اقبال صاحب	//
۱۹۱۴	میاں نواب دین صاحب احمدی	//
۲۵۲۶	عبدالرشید احمد صاحب پردیسی	//
۱۳۹۷	محمد طفیل صاحب	//
۲۱۸	شیخ عظیم الدین صاحب	۸ ۶/۶۱
۲۷۰۱	محمد اسحٰق صاحب ہاشمی	//
۲۱۱۴	امان اللہ صاحب سیال	//
۱۹۲۹	چوہدری احمد علی صاحب	۹ ۶/۶۱
۲۴۴۲	[illegible] کرم الٰہی صاحب	//
۲۶۵۵	محمد حنیف صاحب پلیڈر	۱۰ ۶/۶۱
۱۸	ایم محمد یوسف صاحب	//
۵۰۶	ملک عبدالجبار صاحب	//
۲۲۲۲	مرزا سردار محمد صاحب	//
۲۶۳۶	مرزا صالح علی صاحب	//
۲۲۱۶	کیپٹن نواب علی صاحب	۱۱ ۶/۶۱
۲۶۵۷	ڈاکٹر غلام مجتبیٰ صاحب	۱۲ ۶/۶۱
۶۳۶	عبدالوہاب محمد عبداللہ صاحبان	۱۳ ۶/۶۱
۲۸۸۴	ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب رانجھا	//
۲۳۸۷	ماسٹر محمد علی صاحب احمدی	//
۲۶۴۶	حکیم نور محمد صاحب احمدی	//
[illegible]	قریشی بشیر احمد صاحب	۱۴ ۶/۶۱
۲۴۵۰	احمد بخش صاحب عبداللہ خان صاحب	//
۳۳۶۸	چوہدری محمد شریف صاحب نظامی	۱۵ ۶/۶۱
۲۹۸	سید مقبول احمد صاحب	//
۲۶	چوہدری محمد شریف صاحب [illegible]	//
۲۶۶۴	ایم اے رشید صاحب	//
۲۵۴۵	چوہدری خلیل الرحمٰن صاحب	//
۲۴۵۸	حکیم عبدالرحمٰن صاحب	//
۲۸۴۹	ڈاکٹر محمد [illegible] خان صاحب	//
۲۷۸۴	چوہدری [illegible] صاحب	//
۲۳۹۰	چوہدری [illegible]	۱۶

درخواست دعا

میرے ایک بھائی ناصر احمد باجوہ ولد چوہدری غلام محمد صاحب مرحوم آف پوہلہ مہاراں کے نواسے نے اس سال بی اے کا امتحان دیا ہے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بزرگان سلسلہ اور احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ریاض احمد باجوہ آف قاضی پہاڑ ننگ)

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اور پتہ خوشخط لکھا کریں

"اسلام کو ترک کرنے سے پاکستان کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا"

عید الاضحیٰ کے موقع پر صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کا پیغام

راولپنڈی ۲۶ رمئی صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ملک کے طول و عرض میں وسیع پیمانہ پر قرآن پاک کے درس شروع کرنے کی اپیل کی ہے۔ تاکہ لوگ کتاب الٰہی کے احکام اور اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنا سیکھ سکیں۔ صدر ایوب نے کہا "اگر ہم نے غفلت سے کام لیا اور خدا کے بتائے ہوئے صراط مستقیم کی صحیح طور پر تلاش نہ کی تو مجھے ڈر ہے کہ ہمارا روحانی، اخلاقی، مادی اور قومی وجود انتہائی خطرہ میں پڑ جائے گا۔

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ان خیالات کا اظہار عید الاضحیٰ کی تقریب پر قوم کے نام ایک پیغام میں کیا ہے صدر مملکت نے قرآن پاک کی تعلیم اور قرآنی تعلیمات پر عمل پر زور دینے سے متعلق مجوزہ تحریک کو جہالت و گمراہی کے خلاف ایک جہاد قرار دیا ہے اور اپیل کی ہے کہ ہر مسلمان کو ایک جانباز سپاہی کی طرح اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ آپ نے اسلام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا "پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اگر ہم نے اسلام کو ترک کر دیا تو پاکستان کا وجود بھی کھوکھلا ہو کر منتشر ہونے لگے گا!

آپ نے اپنے اس پیغام میں فرمایا
عزیز ہم وطنو عید مبارک عید الاضحیٰ کا مبارک دن اس عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے جو محض اللہ کی راہ میں اس کی خوشنودی کے لئے مکمل بے غرضی کے ساتھ پیش کی گئی تھی۔

اگر مسلمانوں نے اس جذبہ کی صحیح روح پر عمل کیا ہوتا تو آج دنیا میں ان کی حالت کچھ اور ہوتی۔ لیکن قربانی کی رسم تو باقی رہ گئی۔ اور اسکے پیچھے جو ابراہیمی روح تھی وہ روایات میں کھو گئی۔ یہ حال صرف قربانی کی رسم ہی کا نہیں ہوا بلکہ اسلام کے بہت سے دوسرے سنہری اصولوں کا بھی یہی حشر ہوا ہے صدیوں سے ہم نے مذہب کو علمی زیادہ اور عملی کم بنا رکھا ہے۔ علم میں بھی ہم نے مذہب کی روح کو روایات میں جکڑ کر ماضی کا قیدی بنا دیا ہے یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانے کے اکثر لوگ کتب اسلام سے تو ضرور کچھ نہ کچھ واقف ہیں لیکن مذہب کے اس پہلو سے بہت دور ہیں جو زندگی کا لازمی حصہ ہونا چاہیئے۔

بڑھتی ہوئی تعلیم اور ترقی کے اس زمانے میں زندگی کی رفتار بے حد تیز ہو گئی ہے اور انسان کا ذہن بہت سی ان حدود سے آزاد ہو گیا ہے جو بے علمی کی وجہ سے قائم تھیں۔ آج کا ذہن صرف اس بات کو قبول کرے گا جو سائنس اور علم کے اس عجیب و غریب دور میں اسے مطمئن کر سکے۔ اگر ہم نے مذہب کو ماضی کی چار دیواری میں قید رکھا تو یہ خطرہ ہے کہ حال و مستقبل کے بہت سے لوگ لادینی کا شکار ہو جائیں گے۔

ایک اور ضروری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسلام کی جتنی ضرورت پاکستان کو ہے اتنی کسی اور کو نہیں اگر خدانخواستہ دنیا کے دوسرے ممالک اسلام سے دور بھی ہو جائیں تو آخرت کا حال تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کم از کم اس دنیا میں ان کی قومیت اپنی جگہ قائم اور سلامت رہے گی۔ پاکستان کا معاملہ اس کے برعکس ہے ہمارا ملک اسلام کے نام پر بنا ہے اور صرف اسی نام پر ہی زندہ بھی رہ سکتا ہے۔ اسلام کے علاوہ ہماری قومیت اور سالمیت کی اور کوئی بنیاد نہیں۔ یہ بنیاد صرف تصور اور نظریہ پر نہیں بلکہ عمل پر قائم رہ سکتی ہے جیسے جیسے ہمارے ایمان اور عمل میں ہم آہنگی بڑھتی جائے گی۔ اسی طرح پاکستان بھی مضبوط ہوتا جائے گا ورنہ اگر ہمارے ایمان اور عمل میں تضاد پیدا ہوتا گیا۔ تو یہ شدید خطرہ ہے کہ پاکستان کا وجود بھی کھوکھلا ہو کر منتشر ہونے لگے گا۔ چنانچہ اگر روحانی اور اخلاقی مقاصد کے لئے نہیں تو کم از کم اپنی قومی بقا اور سلامتی کے لئے ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم اسلام کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور اس پر سچائی اور خلوص سے عمل کریں۔ اسلام کا دامن مضبوطی سے تھامنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کو زیادہ سے زیادہ پڑھیں اس کی حکمت اور احکام پر غور کریں اور پھر اپنے نئے اور پرانے علم کی روشنی میں وہ راستے تلاش کریں۔ جن پر چل کر ہم آج کل کی دنیا میں ہر لحاظ سے اچھے مسلمان اور اچھے انسان بن کر رہ سکیں۔

درخواست دعا

(از محترم حاجی محمد فاضل صاحب ربوہ)

یہ عاجز اور عاجز کی دائم المریض اہلیہ ایک عرصے سے بیمار ہیں۔ مجھے بندش پیشاب کی تکلیف ہے اور میری اہلیہ کو کمر کی درد کی شکایت ہے۔ احباب کی دعاؤں سے ہمیں گو نسبتاً افاقہ ہے لیکن صحت کاملہ کے لئے بھی مزید دعاؤں کی ضرورت ہے۔ بزرگوں دوستوں اور عزیزوں سے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ خاکسار

حاجی محمد فاضل۔ دارالسلام
دارالرحمت وسطی ربوہ۔

ولادت

مورخہ ۸/۵/۶۱ کو خاکسار کی بھتیجی عزیزہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے نومولود کا نام مجید احمد رکھا ہے۔

بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک و صالح بنائے۔ لمبی عمر عطا فرمائے اور والدین کے لئے خوشیوں کا باعث بنائے آمین۔

خاکسار
چوہدری بشیر احمد رائے ونڈی
ربوہ

اعلانِ نکاح

میرے لڑکے منظور احمد کا نکاح ہمراہ مسماۃ صفیہ سردار بنت چوہدری سردار محمد صاحب سکنہ جہلم بعوض دو ہزار روپیہ حق مہر مولوی عبدالکریم صاحب نے مسجد احمدیہ جہلم میں مورخہ ۲۱/۵/۶۱ کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اسے کامیاب فرمائے

(عبدالعزیز سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ گجرات)

۲۔ عزیزم زاہد احمد خان ولد مظفر علی خان صاحب کا نکاح ہمراہ راشدہ خانم دختر مکرم محمد شفیع صاحب قریشی مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۶۱ء بروز جمعہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے بعوض مبلغ -/۵۰۰۰ روپے حق مہر پڑھا اور اجتماعی دعا فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

(سجاد احمد خان شمس آباد کالونی)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴